فتاویٰ امن پوری (قسط ۵۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا فوت شدگان کو برا بھلا کہنا ممنوع ہے؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فوت شدگان کو برا بھلا مت کہیں، وہ اپنے کیے کا بدلہ پا چکے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 1393)

ہم سمجھتے ہیں کہ فوت ہونے والا اگر اعلانیہ گناہ نہیں کرتا، تو اسے برا بھلا کہنا حرام ہے، البتہ اگر اعلانیہ گناہ کا مرتکب ہے تو سلف کی رائے اس بارے میں مختلف ہے، خلاصہ یہ ہے کہ فوت شدگان کو برا بھلا کہنے پر ممانعت وارد ہوئی ہیں، البتہ فتنہ پروروں، اہل بدعت کے سرداروں اور سرغنوں اور کفر وشرک کی دعوت دینے والوں کو برا بھلا کہنا اور ان کی بدبختی کا تذکرہ کرنا صریح نصوص سے ثابت ہے، جیسا کہ قرآن میں فاسقوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، مومنین کو اس کی اشاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ احادیث میں بھی اس طرح کے تذکرے موجود ہیں، مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن لحی کا تذکرہ کیا۔ (بخاری: ۱۲۱۲، مسلم: ۹۰۱)

سوال: جنازہ کے بعد اور دفن سے پہلے میت کے ورثاء کا نمازیوں سے کہنا کہ آپ تین تین بار سورت اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخش دیں، کیسا ہے؟

جواب: ایصال ثواب کی یہ صورت بدعت ہے۔

سوال: اگر بے نمازی میت کی طرف سے اس کے ورثاء صدقہ کریں، تو کیا اسے اس کا ثواب پہنچے گا؟

(جواب): بے نمازی کو بھی اس کا ثواب پہنچے گا، البتہ نماز چھوڑنے کا کفارہ نہ ہوگا۔

(سوال): خیرات کس شخص کو دینی چاہیے، دین دار کو یا بے دین کو؟

(جواب): خیرات متدین ومتشرع اور صالح محتاج کو دینی چاہیے، البتہ اگر کسی فاسق وفاجر مسکین کو دے دی، تو اس پر بھی اجر ہے۔

(سوال): کیا مردے سنتے ہیں؟

(جواب): مُردے سنتے ہیں یا نہیں، اس بارے میں مسلمانوں کے ہاں متضاد آرا پائی جاتی ہیں۔ یہی اختلاف عقیدے کے لحاظ سے مسلمانوں کی تقسیم کا ایک بڑا سبب بھی ہے۔ یہ مسئلہ ''سماعِ موتی'' کے نام سے معروف ہے۔

بطورِ تمہید یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ شریعتِ اسلامیہ کے کچھ کُلّی قواعد وقوانین میں چند ایک استثناءات رکھ دی گئی ہیں۔ ان استثناءات کی وجہ سے ان کلی قوانین کی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نصوصِ شرعیہ سے ثابت شدہ استثناءات کو خارج کرنے کے بعد باقی قاعدہ پھر کلی ہی رہتا ہے، مثلاً: تمام انسانوں کا ایک ماں اور ایک باپ سے پیدا ہونا ایک کلی قاعدہ ہے۔

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى﴾ (الحجرات: ١٣)

''اے لوگو! بلاشبہ ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔''

جبکہ آدم علیہ السلام ماں اور باپ دونوں کے بغیر اور عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے۔

اب کوئی ان دو خاص واقعات کی بنا پر مطلق طور پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ انسان ماں اور باپ دونوں یا کسی ایک کے بغیر پیدا ہو جاتا ہے، البتہ یہ کہہ سکتا ہے کہ خاص دو انسان دنیا

میں ایسے ہوئے ہیں جن میں سے ایک ماں اور باپ دونوں کے بغیر اور دوسرا باپ کے بغیر پیدا ہوا۔

اسی طرح مُر دار کا حرام ہونا ایک قاعدۂ کلیہ ہے۔

❀ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾(المائدة : ۳)

''تم پر مردار کو حرام کر دیا گیا ہے۔''

جبکہ اس سے ''جراد''(ٹڈی) اور ''حوت''(مچھلی) کا گوشت مستثنیٰ ہے۔

(السّنن الکبرٰی للبیهقي :384/1، وسندہٗ صحیحٌ)

ان دو قسم کے مُرداروں کے حلال ہونے سے ہر مُردار کے حلال ہونے کا استدلال جائز نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''مرُ دار حلال ہے، لیکن صرف مچھلی اور ٹڈی کا۔'' مرُ دار کے حرام ہونے والا قانون اپنی جگہ مستقل اور کُلّی ہی ہے۔

یہ سب مثالیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ کلی قاعدے میں بسا اوقات شریعت کچھ استثناءات رکھ دیتی ہے، لیکن اس سے قانونِ شریعت کی کلّی حیثیت متاثر نہیں ہوتی۔ بالکل یہی حال مسئلہ سماعِ موتی کا ہے۔ مُردے نہیں سنتے، البتہ قرآن وسنت کے بیان کردہ خاص اوقات وحالات میں ان کا کوئی خاص بات سن لینا ثابت ہے۔ یہ کہنا جائز نہیں کہ مُردے سنتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''مُردے سنتے ہیں، لیکن ان حالات و واقعات میں، جن کی صراحت نصوصِ شرعیہ نے کر دی ہے۔''

لہٰذا مطلق طور پر مُردوں کے سننے کا عقیدہ رکھنا قرآن وسنت سے متصادم ہے۔ قرآن وسنت نے مردوں کے سننے کی مطلق نفی کی ہے۔ یہی کلی قانون ہے، دلائل ملاحظہ فرمائیں:

① اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِينَ يَسْمَعُوْنَ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾(الأنعام : ٣٦)

''جواب تو وہی دیتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) زندہ کرے گا، پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

❁ سنی مفسر، امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (310ھ) فرماتے ہیں:

''﴿وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ﴾ (مُردوں کو اللہ تعالیٰ [روزِ قیامت] زندہ کرے گا۔) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کفار کو اللہ تعالیٰ مُردوں کے ساتھ ہی زندہ کرے گا، یوں اللہ تعالیٰ نے انہیں (زندہ ہوتے ہوئے بھی) ان مُردوں میں شامل کر دیا جو نہ کسی آواز کو سن سکتے ہیں، نہ کسی پکار کو سمجھ پاتے ہیں اور نہ کسی بات کا انہیں شعور ہوتا ہے۔''

(تفسير الطّبري : 855/4)

② فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾

(النّمل : ٨٠)

''(اے نبی!) یقیناً آپ نہ کسی مُردے کو سنا سکتے ہیں، نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں، جب وہ اعراض کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔''

❁ جناب رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب (1323ھ) لکھتے ہیں:

''جو لوگ مُردوں کے سننے کے انکاری ہیں، ان میں سیدہ عائشہ، سیدنا ابن

عباس رضی اللہ عنہم اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ شامل ہیں۔ان کا استدلال اس فرمانِ باری تعالیٰ سے ہے: ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾([اے نبی!] یقیناً آپ مُردوں کونہیں سنا سکتے)۔وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو نہ سن سکنے میں مُردوں سے تشبیہ دی ہے۔اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مُردے نہیں سنتے، ورنہ تشبیہ ہی درست نہیں رہتی۔''

(الكوكب الدرّيّ، ص 319)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گویا یہ کفار مردے ہیں کہ جس طرح مردے نہیں سنتے اس طرح یہ بھی حق بات نہیں سنتے۔

③ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾(فاطر: ٢٢)

❀ علامہ ماتریدی رحمہ اللہ (792ھ) لکھتے ہیں:

''﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾(آپ قبروں والوں کو سنا نہیں سکتے) میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی حالت کو مُردوں کی حالت سے تشبیہ دی ہے اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ مُردے سن نہیں سکتے۔''

(شرح المقاصد في علم الكلام: 116/5)

❀ علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (861ھ) دونوں آیات کے متعلق فرماتے ہیں:

''ان دونوں آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے قطعاً نہیں سن سکتے۔اللہ تعالیٰ نے کفار کو مردوں سے تشبیہ دی ہے تاکہ یہ بتایا جا سکے کہ وہ سُن نہیں

سکتے۔ کفار کا حق کو نہ سن سکنا، عدمِ سماعِ موتی کی فرع ہے۔''

(فتح القدير : 104/2)

فائدہ:

بعض لوگ فوت شدگان کو فریاد رسی کے لیے پکارتے ہیں اور غیب سے انکے نام کی دہائی دیتے ہیں۔ یہ باطل عقیدہ ہے۔ مردے تو قریب سے بھی سُن نہیں سکتے، ہزاروں میل دُور سے کیسے سُنیں گے؟ قرآن مجید اس کا رد کرتا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۞ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآئَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۞﴾

(فاطر : ١٣-١٤)

''اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے پردے کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سُن نہیں سکتے اور اگر وہ سُن بھی لیں، تو تمہاری مُراد پوری نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز یہ لوگ تمہارے شرک سے براءت کا اعلان کر دیں گے۔ تمہیں (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا۔''

❁ نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴾ (الأحقاف : ٥)

''اس شخص سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کے سِوا ان لوگوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دادرسی نہیں کر سکتے۔ وہ تو ان کی پکار ہی سے غافل ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ مُردے سن نہیں سکتے۔ البتہ دیگر کئی کلّی قواعد وقوانین کی طرح اس قاعدے میں بھی کچھ استثناء ات موجود ہیں جو صحیح احادیث سے ثابت ہوتی ہیں، مثلاً مُردے دفن کے بعد واپس جانے والے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتے ہیں، نیز بدر میں جہنم واصل ہونے والے کفار کو نبی اکرم ﷺ کا خطبہ سنا تھا۔

کچھ لوگوں کو انہی استثناء ات نے اس شبہے میں مبتلا کر دیا ہے کہ مُردے سنتے ہیں، حالانکہ دلائلِ شرعیہ کی وجہ سے صرف یہی استثناء ات اس کُلّی قاعدے سے خارج ہوں گے، عدمِ سماعِ موتی والا پورا قانونِ شریعت تبدیل نہیں ہوگا۔ جو لوگ ان استثناء ات کی بنا پر اس کُلّی قاعدے کا انکار کر جاتے ہیں، ان سے گزارش ہے کہ اگر ان کے طرزِ عمل کو اپنا کر کوئی شخص دیگر کُلّی قواعد کا انکار کر دے، مثلاً آدم علیہ السلام کی بن ماں اور بن باپ پیدائش اور عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ کے پیدائش والی آیات کو لے کر انسانوں کے ماں اور باپ دونوں سے پیدا ہونے کے کُلّی قانون کا انکار کر دے یا مُردہ حالت میں مچھلی کی حلت والی نصِ شرعی کو لے کر مُردار کی حرمت والے کُلّی قاعدے کا انکار کر بیٹھے یا مَردوں کے لیے چند انگلیوں کے برابر ریشم کی حلت والی حدیث کو بنیاد بنا پر مَردوں کے لیے ریشم کی حرمت والے کُلّی قاعدے کا انکار کر دے۔۔۔ تو کیا یہ طرزِ عمل درست ہوگا؟

قرآن وسنت اور فہمِ سلف کی روشنی میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مُردے نہیں سنتے، البتہ وہ حالات و واقعات اس سے خارج ہیں، جن کی شریعت نے خود وضاحت کر دی ہے۔ یا مُردے سنتے ہیں، لیکن خاص ان حالات وواقعات میں جن کی نصوصِ شرعیہ میں تعیین

وتخصیص ہو چکی ہے۔ جو شخص کسی حال میں کسی مُردے کے کسی بات کو سننے کا دعویٰ کرے، اس کے پاس اس بارے میں ضرور کوئی خاص نصِ شرعی ہونی چاہیے، ورنہ اس کا دعویٰ باطل اور مردود ہونے کے ساتھ ساتھ شریعتِ اسلامیہ سے کھلواڑ اور مذاق متصور ہوگا۔ اگر کوئی شخص اپنے دعوے پر کوئی خاص نصِ شرعی پیش کر دے، تو کسی مسلمان کو اس خاص صورت میں مُردے یا مُردوں کے سننے کا انکار کرنے کی گنجائش نہیں رہے گی، البتہ اس خاص صورت کے علاوہ عام حالات میں مُردوں کا نہ سن سکنا پھر بھی اپنی جگہ پر مسلمہ شرعی قانون رہے گا۔

سوال: کیا اپنی تلاوت اور عبادت کا ثواب نبی کریم ﷺ کو پہنچانا جائز ہے؟

جواب: ایصال ثواب کا یہ طریقہ بدعت ہے۔ اسلاف امت سب سے بڑھ کر شریعت کو سمجھنے والے اور نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والے تھے، مگر انہوں نے کبھی عبادت کا ثواب نبی کریم ﷺ کو نہیں پہنچایا، اگر ایصال ثواب کا یہ طریقہ حق ہوتا، تو سلف صالحین اس خیر سے کبھی پیچھے نہ رہتے۔

سوال: قبروں کا طواف کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبروں کا طواف ناجائز اور بدعت ہے، یہ قبروں کی غیر شرعی تعظیم ہے۔

❁ علامہ آلوسی رحمہ اللہ (۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

''میں نے لوگوں کو بزرگوں کی قبروں پر جہالت پر مبنی کام کرتے دیکھا۔ وہ انہیں اونچا کرتے، چونے اور اینٹوں کے ساتھ پختہ بناتے، ان پر قندیلیں لٹکاتے، ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے، ان کا طواف کرتے، انہیں چومتے اور مخصوص اوقات میں ان کے پاس جمع ہوتے ہیں، وغیرہ۔ دلیل اس آیت سے لیتے ہیں، نیز اصحابِ کہف کے قصہ سے لیتے ہیں جس میں ذکر ہے کہ

بادشاہ ہر سال عید مناتا تھا اور اس نے انہیں لکڑی کے ایک تابوت میں رکھ دیا تھا۔۔۔ یہ سب کچھ اللہ و رسول کی مخالفت ہے اور ایسے دین کی ایجاد ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔''

(روح المَعاني : 239/15)

سوال: کیا اہل قبور سے استمداد جائز ہے؟

جواب: دعا، ندا، طلب، سوال، استعانت، استمداد اور استغاثہ کے ایک ہی معنی ہیں۔ استمداد اور استعانت دعا ہے۔ عبادت کا اطلاق دعا پر بھی ہوتا ہے۔ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کو رنج وغم، دکھ، تکلیف اور کرب والم میں پکارنا اور اس سے مافوق الاسباب مدد مانگنا ''شرک فی العبادت'' ہے۔ اہل قبور سے مدد مانگنا مافوق الاسباب مدد مانگنا ہے، جو کہ شرک ہے۔

❁ علامہ صنع اللہ حنفی (۱۱۲۰ھ) لکھتے ہیں:

''جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے علاوہ نبی، ولی، روح یا کسی اور ہستی کو مصیبت دور کرنے اور حاجت پوری کرنے کا اختیار ہے، تو وہ جہالت کی خطرناک وادی میں واقع ہو گیا ہے اور وہ جہنم کے دھانے پر کھڑا ہے۔
بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ اولیائے کرام (حاجب روائی) اپنی کرامات کے ذریعہ کرتے ہیں۔ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ اللہ کے ولیوں کو ایسے مقام پر سمجھا جائے اور ان سے یہ گمان رکھا جائے کہ وہ کرامت کے ذریعے لوگوں کی تکلیفیں دور کرتے اور ان کو فائدہ پہنچاتے ہیں، یہ تو بتوں کے پجاریوں کا عقیدہ ہوا کرتا تھا، جیسا کہ اللہ کریم ان کا یہ جملہ نقل فرماتے ہیں:

﴿هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ''یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔'' اسی طرح ان کا ایک اور جملہ یوں نقل کیا: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ ''ہم ان کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔''

(سيف الله على من كذب على أولياء الله، ص 48)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''اور جو اہل ایمان ہیں، ان سے مصیبت کو اللہ کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں، اسی سے منفعت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جس کی حیثیت نفع پہنچانے اور تکلیف دور کرنے والے کی نہیں، اس سے مدد طلب کرنے کے لئے اس کا ذکر کرنا اللہ کے ساتھ شرک بن جاتا ہے۔ چاہے وہ نبی ہو، فرشتہ ہو یا ولی ہو یا کوئی دوسرا ہو، کیونکہ اللہ کے سوا تکلیف دور کرنے پر اور نفع دینے پر کوئی قادر نہیں ہے۔''

(سيف الله على من كذب علي أولياء الله، ص 48)

بعض لوگ عبادت کو توسل وشفاعت کا نام دے کر شرک کرتے ہیں، شرکاء کو اولیا اور شفعاء کا نام دیتے ہیں۔

❁ علامہ آلوسی حنفی آیت وسیلہ کے تحت لکھتے ہیں:

''بعض لوگوں نے اس آیت سے یہ استدلال لیا ہے کہ صالحین سے استغاثہ کیا جاسکتا ہے اور انہیں اللہ اور بندوں کے درمیان وسیلہ بنایا جاسکتا ہے اور اللہ پر قسم اٹھائی جاسکتی ہے کہ ''اللہ میں آپ کو فلاں کی قسم دیتا ہوں، مجھے فلاں چیز دے دے۔'' بعض لوگ اللہ کے ایسے صالح بندوں کا وسیلہ بناتے ہیں، جو یا تو

مر چکے ہوتے ہیں یا پھر وہاں موجود نہیں ہوتے۔ کہتے ہیں: اے فلاں اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے فلاں فلاں رزق دے اور وہ اسے وسیلہ قرار دیتے ہیں۔ تو یہ سب چیزیں مختلف مراحل میں حق سے بعید ہیں۔ اس سلسلے میں محقق کلام یہ ہے کہ مخلوق سے بایں طور استغاثہ کرنا کہ وہ ہمارے لئے دعا کرے اور ہم اس کی دعا کا وسیلہ بنائیں، تو بلا شک یہ جائز ہے، اگر وہ صالح شخص زندہ ہو، جس کی دعا کا وسیلہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جس سے دعا کے لئے کہا جا رہا ہے، اس کا افضل ہونا ضروری نہیں، مفضول سے بھی کروائی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی غیر موجود بندے یا فوت شدہ بندے سے دعا کروانے بیٹھ جائے، تو ایک عالم کو اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ بدعت ہے، سلف ایسا نہیں کرتے تھے۔ صحابہ میں سے کسی سے منقول نہیں کہ انہوں نے کسی میت سے کوئی چیز طلب کی ہو حالانکہ وہ خیر پر سب سے زیادہ حریص تھے۔''

(روح المَعاني: 294/3)

سوال: روایت: ''دفن سے پہلے اپنے مُردوں کے لیے صدقہ کیا کریں۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت بے سند اور بے اصل ہے، کتب احادیث میں اس کا ذکر نہیں۔

سوال: روایت: ''دفن کے بعد اپنے مُردوں کے لیے فدیہ (صدقہ) دیں۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت بھی بے سند اور بے اصل ہے۔

سوال: لاکھ نکالنا کیسا ہے؟

(جواب): بدعت ہے۔

(سوال): قرآن کی تلاوت کا ثواب فوت شدگان کو پہنچانا کیسا ہے؟

(جواب): ثابت نہیں۔

(سوال): روح جسم سے نکل کر کہاں جاتی ہے اور قیامت سے پہلے تک کہاں رہتی ہے؟

(جواب): اہل سنت کا مذہب ہے کہ روح جب جسم سے خارج ہوتی ہے، تو اس کا علیین اور سجیین میں اندراج ہوتا ہے۔ پھر سوال و جواب کے وقت جسم میں لوٹ آتی ہے۔ لیکن جسم اور روح کا یہ اتصال دنیاوی اتصال کی طرح نہیں، بلکہ اس کی کیفیت اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد روح اپنے مقام میں چلی جاتی ہے۔ نیک روح جنت میں اور بد روح جہنم میں داخل ہو جاتی ہے۔ عذاب اور ثواب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ قبر کا عذاب اور قبر کی نعمتیں جسم اور روح دونوں کو حاصل ہوتی ہیں۔''

(مَجموع الفتاویٰ: 282/4)

❀ سیدنا براء بن عاذب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے کی طرف نکلے، ہم ان کی قبر کے پاس آئے، وہ ابھی تیار نہیں ہوئی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ (بیٹھ گئے اور) کبھی آسمان کی طرف چہرہ کرتے اور کبھی زمین کی طرف دیکھتے اور دل ہی دل میں کچھ کلام بھی کرنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے کئی بار فرمایا: عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔ نیز فرمایا: جب (نزع کے وقت) مومن اُخروی

حیات میں داخل ہونے لگتا ہے اور اس کا تعلق دنیا سے منقطع ہونے لگتا ہے، تو اسے آسمان سے فرشتے آتے دکھائی دیتے ہیں، جن کے چہرے سورج کی طرح چمک رہے ہوتے ہیں اور تا حد نگاہ اس کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ ملک الموت آتا ہے اور مرنے والے کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے، اسے کہتا ہے: اے مطمئن نفس! نکل جا اور اپنے رب کی مغفرت اور رضا کی طرف چلی جا۔ روح بدن سے نکلے گی اور ایسے نکلے گی، جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ نکلتا ہے۔ ملک الموت اس روح کا پکڑتا ہے، تو فورا فرشتے لپک آتے ہیں اور آنکھ جھپکنے کے برابر بھی ملک الموت کے ہاتھ میں رہنے نہیں دیتے۔ جب روح جسم سے نکلتی ہے، تو زمین میں پائی جانے والی کستوری کی عمدہ ترین خوشبو کی مانند ہوتی ہے۔ فرشتے اسے لے کر اوپر چڑتے ہیں۔ جس بھی فرشتے کے پاس سے گزر ہوتا ہے، وہ پوچھتا ہے: یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: یہ فلاں شخص ہے۔ اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس روح کو رخصت کرنے کے لیے ساتھ ساتھ چلتے ہیں، یہاں تک کہ وہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس روح کو علیین میں درج کر دیا جائے۔ اسے درج کر دیا جاتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اسے زمین کی طرف لوٹا دیں، اس زمین سے ہی ہم نے اسے پیدا کیا، اسی میں لوٹا دیں گے، پھر دوبارہ اسی سے باہر نکالیں گے۔ پھر روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں: تیرا رب کون

ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ فرشتے پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ فرشتے پوچھتے ہیں: جس شخص کو تمہاری طرف مبعوث کیا گیا، اس کے بارے کیا کہتے ہو؟ وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں: تجھے کیسے پتا چلا؟ وہ کہتا ہے: میں نے قرآن وحدیث کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس (میں جو کچھ ہے، اس) کی تصدیق کی۔ آسمان سے آواز آتی ہے کہ اس نے سچ کہا۔ اس کے لیے آسمان سے بستر بچھا دیں، اسے جنتی لباس پہنا دیں اور جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جائے۔ اسے جنت سے خوشبو اور خوشگوار ہوائیں آتی ہیں۔ تا حد نگاہ قبر وسیع کر دی جاتی ہے۔ اس کے سامنے خوبصورت لباس میں ملبوس اور عمدہ خوشبو میں معطر شخص آتا ہے اور کہتا ہے: ان نعمتوں پر خوش ہو جا۔ اسی دن کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو مؤمن کہتا ہے: اللہ آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں؟ آپ کا چہرہ بتا تا ہے کہ آپ خیر لے کر آئے ہیں۔ وہ کہتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اگر مرنے والا کافر ہو، تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں، جن کے چہرے سیاہ ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں ٹاٹ ہوتے ہیں۔ اس کے سامنے تا حد نگاہ بیٹھ جاتے ہیں۔ ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: اے خبیث روح! نکل جا اور اللہ کے غضب اور اس کی ناراضگی کی طرف چلی جا۔ تو اس کی روح تنگی کے ساتھ اس کے بدن سے جدا ہو جاتی ہے۔ اس کے بدن سے روح ایسے نکالی جاتی ہے، جیسے گیلی اُون کانٹے کے ساتھ الجھی ہو، تو اسے کھینچا دیا جائے، اس سے اس کی رگیں اور پٹھے کٹ جاتے ہیں۔ ملک

الموت جب اس کی روح کو پکڑتا ہے،تو فورا فرشتے اُٹھتے ہیں اور آنکھ جھپکنے کے برابر بھی ملک الموت کے پاس نہیں رہنے دیتے۔ اسے ٹاٹ کے کفن میں لپیٹ لیتے ہیں۔اس روح سے زمین میں پائے جانے والے سب سے زیادہ بدبودار مردار کی مانند بدبو نکلتی ہے۔فرشتے اس روح کو آسمانوں کی طرف لے جاتے ہیں،جس فرشتے کے پاس سے گزرتے ہیں، وہ پوچھتا ہے: یہ خبیث روح کس کی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: یہ فلاں شخص ہے،اسے برے نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ جب یہ روح آسمان کی طرف جاتی ہے،تو اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور فرشتوں کو کہا جاتا ہے: اسے زمین پر واپس لے جاؤ۔ اسی سے میں نے اس کو پیدا کیا، اسی میں واپس لوٹا دوں گا اور اسی سے دوبارہ جی اُٹھاؤں گا۔ وہ روح اپنے بدن میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اس کے پاس فرشتے آ کر کہتے ہیں: تو بیٹھ جا۔ فرشتے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے، میں نہیں جانتا، فرشتے پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: ہائے ہائے، میں نہیں جانتا، میں نے (جو کچھ) لوگوں کو کہتے سنا، (وہ میں نے بھی کہہ دیا۔) میں خود کچھ نہیں جانتا۔ فرشتے پوچھتے ہیں: وہ کون ہے، جو تمہاری طرف مبعوث کیا گیا؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا، میں نے تو لوگوں کو کہتے سنا۔ آسمان سے فرشتوں کو منادی ہو گی کہ یہ جھوٹا ہے۔ اس کے لیے آگ کا بستر بچھا دو، آگ کی پوشاک پہنا دو اور اسے جہنم میں اس کا مقام دکھا دو۔ وہ آگ میں اپنا مقام دیکھتا ہے، اس کو جہنم کی گرمائی اور بدبو پہنچتی ہے۔ اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں

آپس میں مل جاتی ہیں۔اس کے سامنے قبیح چہرے والا ایک شخص آتا ہے،جس نے قبیح لباس پہن رکھا ہوتا ہے اور اس کے جسم سے سخت بدبو آرہی ہوتی ہے۔ کہتا ہے: تجھے عذاب مبارک ہو۔اسی دن کا تجھ سے وعدہ تھا۔کافر کہتا ہے: ہائے بربادی،تو کون ہے؟ اللہ کی قسم! تیرا چہرہ بتاتا ہے کہ تو شر اور عذاب کے ساتھ آیا ہے۔وہ کہتا ہے: میں تیرا برا عمل ہوں۔تو کافر بار بار کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت قائم نہ کرنا،اے میرے رب قیامت قائم نہ کرنا۔''

(الأحاديث الطّوال للطّبراني : 25 المُستدرك للحاكم : 117، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ .

''پھر اس بدن میں روح لوٹا دی جاتی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 287/4، سنن أبي داود : 4753، 4754، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): کیا مستحب اور مباح عمل پر اصرار بدعت ہے؟

(جواب): سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''اپنی نماز میں اس طرح شیطان کا حصہ نہ بنالیں کہ (سلام کے بعد) دائیں جانب سے مقتدیوں کی طرف پھرنا اپنے اوپر لازم کر لیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی دفعہ بائیں جانب سے پھرتے دیکھا ہے۔''

(صحيح البخاري : 852، صحيح مسلم : 707)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی جائز و مستحب کام پر اصرار اور التزام کرنا، اس کے ساتھ واجب کا معاملہ کرنا، اسے شیطانی کام بنا دیتا ہے۔

❀ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں بیان ہے کہ جو شخص مستحب عمل پر دوام کرے، اسے عزیمت سمجھ کر رُخصت پر عمل چھوڑ دے، تو شیطان نے اسے گمراہ کر دیا ہے، پھر اس کا کیا بنے گا، جو بدعت اور منکر عمل پر ہمیشگی کرتا ہے؟''

(شرح المشکوٰۃ: 3/1051)

سوال: کیا زندوں کی دعا فوت شدگان کے لیے مفید ہے؟

جواب: زندوں کی دعا فوت شدگان کے لیے فائدہ مند ہے، بشرطیکہ مرنے والا صحیح العقیدہ ہو۔ یہ ایصال ثواب کا جائز اور مستحب طریقہ ہے۔ اہل سنت کا اس کے جواز پر اجماع واتفاق ہے۔

سوال: قبرستان میں جا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبروں کی زیارت کرنا اور اہل قبور کے لیے دعائے مغفرت کرنا سنت ہے۔

(صحیح مسلم: 974)

سوال: کیا میت کے ایصال ثواب کے لیے کوئی دن افضل ہے؟

جواب: میت کے لیے جائز ایصال ثواب مثلاً دعا، صدقہ وغیرہ درست ہے، مگر اس کے لیے دن کی تخصیص یا فضیلت شریعت میں بیان نہیں کی گئی۔ میت کے لیے کسی بھی دن اور کسی بھی وقت دعا کی جاسکتی ہے۔

سوال: نوافل پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے، یہ ایصال ثواب کی ناجائز صورت ہے۔ اسلاف امت میں کوئی بھی اس کا قائل وفاعل نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ .

''کوئی کسی کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔''

(السّنن الكبرٰى للنّسائي : 2918، وسندهٗ صحيحٌ)

اس پر اجماع ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

❁ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی کسی زندہ یا مردہ کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا، وہ نماز فرض ہو، سنت ہو یا نفل۔''(الاستذكار : 10/167، 12/66)

❁ علامہ عینی حنفی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّهٗ لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ .

''مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔''

(عمدة القاري : 9/125)

(سوال): قبر پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): قبر پر فاتحہ خوانی مشروع نہیں۔قبرستان میں قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔البتہ ہاتھ اٹھا کر قبر پر دعائے مغفرت کی جا سکتی ہے۔(سنن نسائی:۳۹۶۴،وسندہ صحیح)

(سوال): کیا جنازہ پر میت کے محاسن کا تذکرہ کرنا جائز ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (شہادت کے بعد) چارپائی پر رکھ دیئے گئے،

جنازہ اٹھانے سے پہلے لوگ چاروں طرف کھڑے تھے اور آپ کے لیے دعا واستغفار کر رہے تھے۔ میں بھی ان میں شامل تھا، اچانک سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور فرمایا: آپ کے بعد بھلا کون ہے، جس کی مثل عمل کر کے اللہ کے دربار میں حاضری مجھے محبوب رہی ہو؟ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جگہ دے گا، کیوں کہ میں اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ میں، ابوبکر اور عمر گئے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر نکلے۔''

(صحيح البخاري : 3685، صحيح مسلم : 2389)

(سوال): ماہِ رجب میں ایصال ثواب کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): ایصال ثواب کے لیے ماہِ رجب کی تخصیص یا افضلیت پر شریعت نے کوئی دلیل قائم نہیں کی، نہ اسلاف امت نے اپنے قول وعمل کے ذریعہ اس کی خبر دی، لہٰذا ایصال ثواب کے لیے ماہ رجب کو خاص کرنا بدعت ہے۔

(سوال): ایصال ثواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا وسیلہ پیش کرنا کیسا ہے؟

(جواب): کسی عمل میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی ذات کا وسیلہ جائز نہیں۔

(سوال): اگر زندہ لوگ میت کے لیے دعا کریں، تو کیا اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں؟

(جواب): اگر میت صحیح العقیدہ ہے، تو اللہ تعالیٰ کے مشیت پر ہے، وہ چاہے، تو زندوں کی دعا قبول کر کے میت کے تمام گناہ معاف کر دے، چاہے تو تمام گناہ معاف نہ کرے۔

(سوال): میت کی طرف سے مال حرام سے صدقہ کرنا کیسا ہے؟

(جواب): حرام مال کا صدقہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔

(سوال): کیا روحیں گھر میں لوٹتی ہیں؟

(جواب): روحیں دنیا میں نہیں لوٹتی، وہ اللہ تعالیٰ کے پاس برزخی زندگی گزارتی ہیں، دنیاوی اُمور سے لاتعلق ہوتی ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ﴾(الزّمر: 42)

''اللہ موت کے وقت جانوں کو قبض کر لیتا ہے اور جن پر موت نہیں آئی، ان کو نیند میں قبض کر لیتا ہے۔ پھر سوئے ہوؤں میں سے جس پر موت کا فیصلہ کر دے، اس کی جان کو روک لیتا ہے، اور جس پر موت کا فیصلہ نہیں کیا، اس کو ایک مقرر وقت کے بعد جسم میں لوٹا دیتا ہے۔ اس میں تفکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔''

❀ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''مردوں اور زندوں کی ارواح نیند میں باہم ملتی ہیں، ایک دوسرے سے سوال بھی کرتی ہیں، تو اللہ مردوں کی روحوں کو روک لیتا ہے اور زندوں کی روحوں کو ان کے جسموں کی طرف لوٹا دیتا ہے۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني: 122، وسندهٗ حسنٌ)